



مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ پنجاب کا علمی مذہبی تبلیغی



شرح چند سالانہ

مواہین سے دور پیر
عوام سے وطر پیر
براد مالک غیر سے سواد پیر
تاریخ نامے اشاعت
ہر انگریزی ماہ کی یکم کو بھیرہ
پنجاب سے شائع ہوتا ہے
فی پچہ ۱

شمس الاسلام

پندرہ روزہ
جریڈہ
مدیر اعزازی
پریزادہ محمد بہاء الحق قاسمی

اغراض مقاصد

- ۱۔ صحیح اسلامی اصولوں کے تحت معلم نوجوانوں کی عسکری تنظیم
- ۲۔ تبلیغ و اشاعت و تحفظ اسلام
- ۳۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ
- ۴۔ نذرانیہ دارالعلوم عزیز
- ۵۔ اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ

جلد ۱۱ بھیرہ پنجاب ۲۴ جولائی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۴۰ء نمبر ۲۸

صفحہ	مضامین	فہرست	نمبر شمار
۲	معارف قرآن	۱
۴	مولانا ابوسعید احمد صاحب لکھنوی	خاکسار تحریک پر ایک نظر	۲
۶	جناب مولانا ظفر الملک صاحب لکھنوی	شیعہ سنی نزاع	۳
۹	الانتباہیہ علی الافتتاحیہ	۴
۱۲	اسلامی مالک میں نماز کی کیفیت	۵

مضامین کی ترسیل براہ راست تمام مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی گلوالی دروازہ امرسر ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر کا پیہ منیجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) کافی ہے۔
سرخ پیشل کا نشان ان حضرات کی اطلاع کے لئے جن کی خدمت میں جریدہ شمس الاسلام کافی عرصہ سے بلا معاوضہ حاضر ہوتا رہا ہے اب چونکہ کاغذ کی گرانی کی وجہ سے جریدہ اس بار کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا خباب کی اعانت کی توقع پر آئندہ اشاعت کا پرچہ بدلیہ دی پی ارسال ہو گا۔ امید ہے کہ آپ اسے وصول فرمانے کے علاوہ اپنے حلقہ اثر میں جریدہ کے جدید خریدار مہیا کرنی کی سعی فرما کر شکور فرمائینگے۔ (منیجر)

معارف قرآن

(از لفظونات حضرت قیوم زمان قطب دوران مولانا ابوالسعد احمد غلام الحالی مجذبی)

(مرتبہ مولانا مرزا محمد نذیر صاحب عرشی دھنولوی)

ختم نبوت کی دلیل، فرمایا، سورہ مائدہ کے تیسرے رکوع میں ایک آیت آئی ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا أَمَّا الَّذِينَ
رَسُولُنَا يَنْفِرُ عَلَيْهِمْ فَاثْوَا عَنْ رَسُولِنَا
الرُّسُلُ أَنْ تَقُولُوا أَمَّا جَاءَنَا نَحْنُ
بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ
وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے اہل کتاب جب رسول تم کا آنا تم کو
فاما تم کو ہمارا یہ رسول تمہارے پاس آیا
جو احکام الہی تم سے صاف
بیان کرتا ہے کہ مبادا اُمّہ تم کہنے
لگو کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی نجات
کی خوشخبری سنانے والا آیا نہ عذاب الہی سے ڈرنے والا رسوا
تم کو اس عذر کی گنجائش نہ رہی کیونکہ تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور
ڈرانے والا آچکا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

فرمایا اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین
ہونے کی قوی دلیل موجود ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ ہر نبی کی نبوت
ایک خاص امت کے لئے اور ایک جتن مدت کے لئے ہوتی ہے
اور نبوت نبوت کے لئے معجزہ بھی لازم ہے یہ معجزہ ان لوگوں کے
لئے جسکے سامنے وہ ذوق پاتا ہے حجت ہوتا ہے، اس کے بعد
ان کو نبی پر ایمان لانا لازم ہے ورنہ وہ کافر تصور ہوتے ہیں، پھر
جب اس امت کا دورہ ختم ہو جاتا ہے یا وہ نبی وفات پا جاتا ہے
تو اس کا معجزہ اور معجزے کا اثر و حکم بھی ناکل ہو جاتا ہے چنانچہ البتہ
آنے والے لوگ اگر اس معجزہ کا انکار کریں تو اس سے وہ کافر
نہیں ہونگے کیونکہ اس معجزہ کو انہوں نے آنکھوں سے تو دیکھا نہیں
بلکہ صرف اس کے ذوق کی خبر سنی ہے پس ان کا انکار معجزہ دراصل
انکار خبر ہے اور یہ منکر کفر نہیں جب نہیں کا معجزہ اور اس
اور اس معجزہ کی حجت نہ رہی تو اس کی نبوت کے حکم کا نفاذ بھی نہ
رہا جس کا مدار نبوت معجزہ پر تھا۔

خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے جو کسی
مخصوص قوم کے لئے نہیں بلکہ کافہ خلق کے لئے ہے اور کسی
محدود زمانے تک کے لئے نہیں بلکہ تا بقیامت ہے اسکی ہر
یہ کہ اسکے نبوت کیلئے بڑا معجزہ قرآن ہے اور اس کا ذوق وجود
باقی صالح یا محن داؤد یا عصا موسیٰ یا دم عیسیٰ کی طرح صرف
نبی کی ذات کی صلاحیت تک محدود نہیں بلکہ یہ معجزہ نبی کی وفات
کے بعد بھی ناقیام قیامت قائم و دائم رہے والا ہے اور اسکے
بقا و دوام کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے انا الحق نزلنا الذکر
واذالہ حافظون اور اس کی حجت بھی ہمیشہ کے لئے قائم
لے سورۃ من مثله پس جب معجزہ قائم ہے تو نبوت بھی قائم ہے
دلیل موجود ہے تو دلیل بھی موجود ہے دوسرے انبیاء کی کتاب میں
صرف مجموعہ احکام تھیں معجزہ نہیں تھیں اسلئے وہ محفوظ نہیں رہیں
ان میں بکثرت تخلیط و الحاق ہو گیا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ اور آپ کی نبوت دونوں موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے
تو پھر کسی دوسرے نبی کی کیا ضرورت ہے۔ تفسیر روح المعانی پارۃ
میں ذیل آیت لتندم ما ما انا انا ہم من ذری من قبلک
میں یہ عبارت قابل غور ہے

قال العلامة ابن حجر ذیاب بن حجر
من الملتح ان کل رسول من
عدا نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم تنقطع میراثہ
بعوقہ ۱۰

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی ہر
نبی کی رسالت اسکے مرنے
پر ختم ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کی وفات
منقطع ہونے والی نہیں پس ایک نبی کی نبوت کی موجودگی میں اور اسکے

احکام کے نفاذ کی حالت میں کسی دوسرے نبی اور اس کی نبوت کی کیا ضرورت ہوتی، اب آیت مذکورہ کے معنی پر غور کرو یا اہل الکتاب اخیر (موجودہ اور قیامت تک آنے والے) اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آپکا ہے جس نے (ایک ناقابل منسوخت اور غیر فانی) بیانِ وحی قرآن مجید تم کو سنایا علی فرقۃ من الرسل جب رسولوں کا آثار صدیوں سے مانع رہا اور قیامت تک ان تک کے بعد مانع رہے گا) ان نقول الامم اور ہم نے یہ ابدی نبوت والا نبی اسلئے بھیجا ہے کہ مبادا تم دیگر انبیاء کی طرح اسکی نبوت کو بھی داستانِ پاستان سمجھ کر اس کا انکار کرنے لگو اور اسکو ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا نہ ڈرانے والا فقد جاءکم زکوة من کوکبھی بھی اس عذر کی گنجائش نہ رہی کیونکہ تمہارے پاس ایک ایسا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آپکا ہے جس کا معجزہ زندہ جاوید اور جسکی نبوت غیر فانی ہے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

مشکوٰۃ شریف کے باب فضائل سید المرسلین میں ایک حدیث

آئی ہے جو سیم الریاض علی شفاء و فاضی عیاض میں بھی منقول ہے
ما من الا نبیاء من تمام نبیوں میں سے سب سے سب سے
نبی الا قد اعطی من قدر (محدود) معجزات دے
الایات ما مثله امن گئے ہیں جن کے برابر محدود لوگ
علیہ البشی و انما کان ان پر ایمان لائے ہیں اور سمجھتے تو
الذی الحقیقۃ و حیاء وحی قرآن کا معجزہ ملا ہے جو اللہ نے
ادعی اللہ الی فارحوا ان بھیجے نازل فرمایا پس میں اسکو نازل
اکن الکثر هم تابعوا کہ قیامت کے دن میرے تابع
القیامۃ سب نبیوں سے تم زیادہ ہو گے۔

سورۃ مائدہ کی مذکورہ سابقہ آیت یا اہل الکتاب قد جاءکم
الحکم کے معنی پر غور کیا تو اس حدیث کا مطلب آپ سے آپ حل ہو گیا
مدعا ہے حدیث یہ ہے کہ دوسرے انبیاء کے معجزات کی مدت محدود ہو اور ان
کی حجت خاص قوم پر ہوتی ہو پس نبی امت کے لوگ بھی گنتی کے ہو گئے
بخلاف اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ہے جسکا ناناہ حجت
تا قیامت ہے اور کامِ عرب و عجم اور اسود و احمر سے اس کا خطاب ہے

تاریخ وفات حضرت قاضی عطاء محمد صاحب نقشبندی مجددی مسکن ملی تحصیل ضلع

از مولانا الحافظ الحاج حکیم مولوی عبد الرسول صاحب کلاں نقشبندی مجددی مسکن بکھر با تحصیل ضلع شاہ پور

عطاء آں محمد اہل درجات
ولی بیر بلوی سحر عرفاں
شہیدہ چونکہ نفس مطہر
فنائی الشیخ فخر نقشبنداں
وفات این چنین جامع کمالات
خصوصاً چون بود از اہل حسان
شہید اس خبر خوش عبد احقر
بگفتش دل برج و طبع جہاں

لعل و معرفت خورشید تاباں
ز خلفائے جناب قطب عالم
بقرمان خدا بیگ گویاں
چہ گویم وصف شیخ ذی کرامت
عجب نقشے بلوچ ارجمنداں
نمات عالم آمد موت عالم
بود جایش بخلد دروخ وریاں
چرا گشتی پریشاں اندرین امر

ہزار افسوس شیخ فیض دوراں
منور باطن از انوار ایماں
ازیں دار فنا رحلت بفرمود
نداء ارجعی از طرف سبحاں
زود از زبد و زعفر و تقوی
بود ظلمت بنظر ہوشمنداں
خدا رحمت کند بر مرقد او
شدہ تماریح او از قلب جویاں

تو ز ابد رفتہ در حنبت - رقم کن ز تار بخیل کہ شد در لحد پنهان

اس سے قیامت کے دن میرے تابع ہوں گے۔

تحریک خاکسار ایک نظر

(رازلونا سید احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر "نہان" دہلی)

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

وہ آپ کے اسلام کا مذاق اڑاتا ہے اس پر پھتیاں کتا ہے۔ آیات میں کھلی تحریف کرتا ہے احادیث کا منکر ہے اور دعویٰ یہ کرتا ہے کہ میں مصنوعی اور رسمی اسلام کو مٹا کر دینی اسلام کو قائم کرنا چاہتا ہوں ایسے شخص کی قیادت میں اگر آپ کے تنظیمی تحریک کے ممبر ہوتے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا معاملہ صرف جسمانی اور فوجی تنظیم تک محدود رہے گا اور اس سے گزر کر وہ آپ کے ایمان، اخلاق اور اسلامی حضائل تک نہیں پہنچے گا؟ پیچیدہ اور ضرور پیچیدہ پس اگر آپ خاکسار تحریک میں شامل ہوتے ہیں تو زبان سے یہ کہہ کر اپنے نفس کو اور دوسروں کو فریب نہ دیجئے کہ آپ محض تنظیم کی خاطر اس میں شریک ہو رہے ہیں بلکہ نفس کر لیجئے کہ آپ کے قائد کی بے راہ روی ایمان و عمل دونوں کے اعتبار سے ایک دن آپ کو قہر ملاکت میں گرا کر رہیگی۔

اب ہم ان چند چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو عموماً مسلمانوں کے لئے اس تحریک میں شمولیت کی داعی بنی ہوئی ہیں وہ چیزیں یہ ہیں (۱) فوجی تنظیم (۲) جسمانی ورزش (۳) ایک خاص ڈسپلن (۴) جھاکارڈ کی غیر معمولی مبادری اور پامردی۔

اول الذکر تین چیزوں پر گفتگو کرنے سے قبل ایک مرتبہ چھ آپکو یاد کر لینا چاہیے کہ اس وقت آپ کو خاکسار تحریک سے متعلق اپنے ذہن میں صرف یہ تصور قائم رکھنا چاہئے کہ وہ محض ایک تنظیمی یا معاشرتی تحریک ہے اب اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیجئے کہ تنظیم بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہے اور اس لئے جو کام محض تنظیم کیلئے کیا جائیگا وہ کبھی کبھی نتیجہ کامیاب نہیں ہو سکتا، مسلمانوں کی تنظیم کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان میں اسلامی ربط اسلامی نظم اور اسلامی وحدت خیال و عمل پائی جائے پس ہر وہ تنظیم جس کی مسلمانوں کو دعوت دی جائے انیس سو چار چاہیے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر وہ کس حد تک اپنے اسلامی مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اس نقطہ نظر سے ہم خاکساروں کا تنظیمی پروگرام دیکھتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شامل ہوجانے سے مسلمانوں کو فائدہ بہت کم اور ضرر شدید پہنچ جائیگی فائدہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ان کو فوجی قواعد کی مشق ہو جائیگی ان کے جسم ورزش کے اثر سے چست اور موزوں ہو جائیں گے، لیکن روحانی، اخلاقی اور دینی اعتبار سے ان کو جس قدر عظیم کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہے شاید مسلمانوں کے لئے اس وقت اس کا تصور بھی دشوار ہے ذرا سنجیدگی سے سوچیے آپ کو شخص اپنی رہنمائی میں لیکر چل رہا ہے وہ اپنے دینی عقائد اور ذاتی گیر کر کے لحاظ سے کس درجہ ناقابل اعتبار شخص ہے پھر وہ آپ سے صرف یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی تحریک کو تنظیم قائم کرنا چاہتا ہوں، بلکہ علی الاعلان اور بڑے اصرار کے ساتھ

یہی چوتھی چیز یعنی خاکساروں کی دلیری اور مردانگی اور ان کی جفاکشانہ زندگی تو اس کے جواب میں آپکو اصولی اعتبار سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ خواہ کوئی عمل فی حد ذاتہ کتنا ہی اچھا اور لائق تحسین ہو لیکن اگر اس کی بنیاد حسن نیت، پاک ارادہ اور مقصد خیر پر نہیں ہے تو ضابطہ اخلاق میں کبھی اس کی تحریف نہیں کی جائے گی۔ اور اس کو فضائل میں شمار کرنے کے بجائے ردائل کی فہرست میں ہی شامل کیا جائیگا آپکو معلوم ہے جس طرح ایک جہاد کرنے والی فوج میں خذیہ انتشار و فداکاری، خاص ڈسپلن اطاعت امیر کا جذبہ، اور وحدت خیال و عمل پائی جاتی ہے ٹھیک اسی طرح ڈاکوؤں اور لیٹروں کی منظم اور باقاعدہ جماعت میں بھی یہی اوصاف پائے جاتے ہیں پھر دلیری و پامردی جماعت خد کے کسی خصوصیت نہیں بعض اوقات باطل پرست بھی حق کے مقابلہ میں جیت انجیر شجاعت و بہادری کا اظہار کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ان افعال کو علم الاخلاق

کی روشنی میں شجاعت سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ افعال شجاعانہ ضرور ہوتے ہیں اور اس بنا پر وہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جن لوگوں نے خواجہ کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ ستر سالہ گمراہ ہونے کے باوجود اپنے خیالات و عقائد میں نہایت راسخ تھا۔ ان کے مرد و قوم و عورتیں تک اس درجہ پختہ خیال اور دلیر تھیں کہ ان کو شدید سے شدید جہانی آذیتیں پہنچائی گئیں اور ان کے اعضا کاٹ کاٹ کر دوپہر کے وقت تیتھے ہوئے ریت پر انہیں توڑ پھینکے اور اسے کھلے میدانوں میں ڈال دیا گیا۔ لیکن ایک لحظہ کیلئے ان کے خیالات میں تذبذب پیدا نہیں ہوا اور یوں ہی تڑپ تڑپ کر جان دیدی، حجاج لقمی ایسا ظالم و جارحی گورنر ان پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا لیکن یہ پھر بھی اپنے اعمال و افکار سے باز نہیں آتے تھے۔ دور کیوں جائیے، ایران کے فرقہ باہرے کو دیکھئے ان کو کسی کسی سختیوں سے دوچار ہوا پڑا۔ لیکن بد لوگ اپنے عقائد و خیالات سے تائب نہیں ہوئے۔

ان حالات میں آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے مستقل مزاج تھے۔ اپنے خیالات میں نہایت مضبوط اور پختہ تھے۔ لیکن یہ تو نہیں کر سکتے کہ ان کے استقلال کو دھچکاؤں کے خیالات و عقائد کو بھی قبول کر لیں پس اسی پر خاکساروں کی مبادری اور جان بازی کو تیار کر لیجئے اس شجاعت نے جس انداز سے بلند ہنر اور لاہور کے واقعات میں اپنے سینہ پر گولیاں کھائیں اور جان دی ہر شخص کو پورا حق ہے اس حادثہ پر اظہارِ افسوس کرے نہ صرف اظہارِ افسوس کرے بلکہ اپنے دل میں اسکی چھین چھوس کرے تاہم اس سے متجاوز ہو کر یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ انہوں نے جس تحریک کی خاطر یہ اقدام کیا ہے، وہ بھی دیت اور صحیح ہے سراسر ایک خطرناک مصلحت اور مصلحت انگیز ذہنی عدم توازن ہے۔

جن لوگوں نے لغیبات اجتماع کا مطالعہ کیا ہے انہیں معلوم ہوگا مریضوں لیکن کے نظریہ کے مطابق کسی تحریک کے قائد کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے زورِ تقریر یا زورِ تحریر سے اپنے پیروؤں کے دل و جان کو اس وجہ مغلوں کو رہنے کے لئے ہر سوچے سمجھے اس کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں بیان تک کہ انہیں اس راہ میں

اپنی جانیں تلف کر دینے میں بھی درجہ نہ ہو۔ پس آج کل یہی حال خاکسار تحریک کا ہے ایک آواز ہے جسکے پیچھے لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں ایک حکم ہے جسکی تعمیل میں اپنے اپنے وطنوں اور گھروں کو خیر باد کہہ کر چند ہزار انسان ہر سے کفن باندھ کر کل پڑے ہیں ایک نغمہ ہے جس کے زیر و بم پر سننے والے قیصر کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ انہیں کس چیز کی طرٹ ملایا جا رہا ہے انہیں شہد و انگین کا جو جام دیا گیا ہے اس میں کہیں نہ تو ملائکہ نہیں ہے اور انہیں جس راہ پر لیجا یا جا رہا ہے کہیں اس کی انتہا ملکات و مبادی کے مولاناک غاروں پر نہ نہیں مٹی جس طرح ایک مجاہد فی سبیل اللہ میدانِ جنگ میں اپنی جان دیتا ہے اسی طرح دنیا کی مصیبتوں سے ایک تنگ آیا تو انسان بھی دشمن و خنجر سے اپنی زندگی ختم کر دیتا ہے مگر پھر یہ کیا ہے کہ ایک کے لئے فردوس و نعم کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور خداوندی انعام و اکرام کا ہاتھ اسکو حیات جاوید کا خلعت زیب پہنا دیتا ہے اور اس کے ہر خلعت و دھرم کے لئے خوشی کے جرم میں دائمی نکت و خسار کی سزا تجویز کی جاتی ہے اور ایسا کرنے میں قدرت کو اس بات کا خیال بھی نہیں آتا کہ اس شخص نے دنیوی مصائب سے تنگ آکر اپنی زندگی کا فائدہ کیا تھا۔ اس کی وجہ تجسس کے اور کیا ہے کہ جو شخص ضیافت کی رو میں بہ کر غفلت سے کام نہیں لیتا اور اپنے ہوش و حواس معطل کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ لپیٹا قانون قدرت کا مجرم ہے اور اسکو سزا ملنی چاہئے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خاکسار تحریک کے بنیادی اصول پر غور کریں اور اس کے بانی کی صحیح ذہنیت سے واقفیت ہم پہنچائی اس کے اقوال و اعمال کو غفلت و شرعیت کی روشنی میں پرکھنے اور جانچنے کی سعی کریں اور اس تحریک کے تمام پیلوؤں کا تجزیہ کر کے یہ معلوم کریں کہ اس میں شامل ہونے سے اچھا فائدہ کتنا ہوگا اور نقصان کس قدر؟ اور پھر اگر آپ اپنی تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ فائدہ سرسری اور فرضی ہے اور نقصان شدید و دائمی مستقل۔ تو آپ کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ نہ آپ خود اس میں شریک ہونگے اور نہ اپنے کسی بھائی کو اس میں شامل کرنے کی اجازت دیں گے۔

شیعہ سنی نزاع

(از مولانا ظفر المملک صاحب لکھنؤی)

سلسلہ اشاعت گزشتہ

(۲) شیعوں کی نمائندگی

سر سلطان صوبائی اور مرکزی مجالس قانون ساز اور لوکل باڈیوں میں شیعوں کی نمائندگی کو روکا جاتا ہے نہ کہ چاہتے ہیں مسلمانوں کو اسے بخوشی منظور کر لینا چاہیے کیونکہ موجودہ حالت میں شیعہ اپنی آبادی کی نسبت سے کہیں زیادہ نشستیں لے جاتے ہیں پنجاب اسمبلی کے رکن راجہ غضنفر علی خان نے اس کی نفرت میں تقریر کرتے ہوئے پنجاب کے متعلق اقرار کیا کہ وہاں شیعوں کو بہت زیادہ جگہیں حاصل ہیں انتخابی اداروں کے علاوہ ملازمتوں میں بھی شیعوں کا تناسب زیادہ ہونے کی وجہ سے سنیوں کا شدید نقصان ہو رہا ہے اس نے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ملازمتوں میں بھی شیعوں کا تناسب مقرر کر دیا جائے مگر یہ باتیں روکا جاتا ہے نہ کہ سنیوں میں بلکہ اسی وقت ممکن العمل ہو سکتی ہے جب شیعہ فرقہ کو ایک جدا گانہ قلمیت قرار دیا جائے جسے کہ سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ ایک فرقہ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

سر سلطان سواد اعظم یعنی سنیوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ وہ اپنی انتخابی جدوجہد کو اکثریت بمقابلہ اقلیت کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں اور یہاں بھی انہوں نے واقعات کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ محض الزام تراشی پر زناعت کی۔ حالانکہ جب تک واقعات سامنے نہ آئیں کسی الزام کی جانچ نہیں ہو سکتی اور غالباً سر سلطان کو بھی یہ توقع نہ ہو گی کہ کوئی انصاف پسند شخص صرف دعویٰ بے دلیل کی بنیاد پر ان کے بیانات کو تسلیم کر لیگا۔ اگر وہ براہ مابین تو یہ گزشتہ کی جائے کہ دراصل شکایت کا موضوع سواد اعظم کو ہے کہ شیعہ اقلیت اپنی عددی نسبت سے کہیں زیادہ انتخابی نشستیں اور ملازمتیں وصول کر کے اس کے حقوق کو پامال کر رہی ہے سر سلطان اگر محض قیاس و گمان کی بنیاد پر اس معاملہ کے متعلق غویہ فرماتے بلکہ اعداد و شمار کی روشنی میں صورت حال کا مطالعہ کرے

کی زحمت گوارا فرماتے تو ان کو بآسانی معلوم ہو جاتا کہ یہ الزام بآسان غلط اور بے بنیاد ہے جہاں تک اس خیال سے سر سلطان کو لین کے فرقہ کے پروپیگنڈا بازوں نے اس مغالطہ میں مبتلا کر دیا ہے کہ شیعوں کی آبادی ایک کروڑ یا دو کروڑ یا سو کروڑ تک ہے۔ اس لئے ان کی واقفیت کے لئے ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رپورٹوں سے اخذ کر کے برطانوی ہند میں شیعہ آبادی کے اعداد پیش کئے جاتے ہیں۔

نام صوبہ	شیعوں کی آبادی	حوالہ ماخذ
آسام	۲۳۴	جلد ۳ حصہ اول ص ۵۳
بلوچستان	۳۴۳۹	جلد ۴ " " ص ۵۵
ہبارو اریبہ	۱۰۰۰۰	جلد ۱ " " ص ۱۷
بنگلہ	۲۵۵۰	جلد ۲ " " ص ۱۷
بھٹی و سندھ	۱۲۲۲۴۶	جلد ۲ " " ص ۱۵۱ (ضمیمہ الف)
سی پی و برار	۱۱۶۴۰	جلد ۱ " " ص ۳۵
مدراں	۵۴۱۱۲	جلد ۱۳ " " ص ۵۹
صوبہ سرحد	۸۰۲۰۰	جلد ۱ " " ص ۸۴
پنجاب و بہلی	۲۵۹۳۵۱	جلد ۱۵ " " ص ۱۶۸
راچنہ و اجیوا ڈار	۲۰۲۹۱	جلد ۲ " " ص ۱۷
صوبہ متحدہ	۱۰۳۵۲۳	حاشیہ ۱۰ ملا خطہ جو
میزبان	۶۷۴۹۹	

کچھ متفرق آبادیاں اس حساب میں درج نہیں، جیسے کسی ریاستوں کی چھوٹی وینوں، قبائلی علاقوں اور این ریاستوں کی آبادیاں جو حکومت ہند نے ۱۹۱۱ء کے بعد سے خدا معلوم کن اثرات کے ماتحت یا کسی غلطی کی بنا پر صوبہ متحدہ کی پرٹ مونتھ میں شیعہ کی آبادی علیحدہ میں درج کی گئی مگر اس کے ضلع و دارا اعداد و شمار میں اور انیس کی بنیاد پر حسب لگایا پڑا ہے۔

”ہماری تاریخ جدا ہے ہماری روایات جدا ہیں کیا آپ انکار کر چکے ہیں ہمارے قانونی مسائل جبکہ مرکز پر ہماری زندگی دو کئی ہے علیحدہ نہیں ہمارے قانون عقد قانون طلاق اور قانون وراثت کو دیکھیں کس طرح علیحدہ ہیں۔ ہمارے ان کے مسلمانوں کے اتحاد کو بنیاد پر جو کتبہ ہے“ راخبار سر فرزند ۱۹ فروری ۱۹۲۱ء

سر وزیر حسن کی یہ صاف گوئی قابل داد ہے کاش دوسرے شیعہ رہنما بھی جو سالہا سال سے آل انڈیا شیعہ کانفرنس شیعہ کا ہی شیعہ پولیٹیکل کانفرنس مدرسہ الواعظین اور دوسرے شیعہ اداروں کی تنظیم کے ذریعہ اپنی جداگانہ قومی حسنی کی تعبیر میں مصروف ہیں ایسی ہی صفائی کے کام میں تو بہت جلد شیعوں کی جداگانہ اقلیت ضابطہ کی صورت اختیار کر لے اور ان کے حقوق کی تعمین آسان ہو جائے۔

سودا غظم یعنی مسلمانوں کو شیعوں اور احمدیوں کی وجہ سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے عظیم نقصانات پہنچ رہے ہیں تعلیم یافتہ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں جن کو اس امر کا احساس ہے کہ دونوں فرقوں کی مذہبی تبلیغ کا تسکاسی بنے ہوئے ہیں اور ہر سال سینوں کی ایک کافی تعداد اپنے دین سے منحرف ہو کر ان فرقوں میں شامل ہو جاتی ہے جس کا اکثر ان قومی اداروں کو بھی شاید علم نہیں تھا جو خاص تبلیغ کی غرض سے ملک میں قائم ہیں ایک جانب مسلمان تبلیغ کر کے دوسرے جانب کے لوگوں کو اسلام کا حلقہ گمشدہ بناتے ہیں اور دوسری جانب خود انکی جماعت کے لوگ مرتد ہو کر ان کی دینی برادری سے خارج ہوتے اور شیعوں اور احمدیوں کی جماعت میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔ اقبال مرحوم نے جو کچھ احمدی فرقہ کو مسلمانوں سے جدا کرنے کے بارے میں لکھا تھا اجنبی وہی بلکہ اس سے بہت زائد شیعہ فرقہ کی علیحدگی کی بات کہا جاسکتا ہے اور جب تک ان دونوں فرقوں کو جماعت اسلامی میں شامل رہنے دیا جائیگا سینوں کے ارتداد کا سلسلہ جاری رہیگا اور اس کا مظاہرہ ان تمام لوگوں کے سر جو کا جو استطاعت رکھنے کے باوجود اپنے دینی بھائیوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے امکانی سعی میں کوتاہی کرتے ہیں عیسائیوں، ہندوؤں اور دوسرے فرقوں کی جانب سے مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے کی جو کوششیں ہوتی ہیں ان پر توجہ دیا یہ دیر مسلمانوں کی توجہ منعطف ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ فرقے علانیہ مذہب غیر میں شمار ہوتے

کے قبضہ میں ہیں ان کی شخصی تعداد اور ۱۹۲۱ء سے اس وقت تک کے اضافہ کا حساب بھی کر لیا جائے تو اس لاکھ کے قریب شیعہ آبادی قرار پائیگی مسلمانوں میں شیعہ اور احمدی دو فرقے ایسے ہیں جو سودا غظم کی بنیادی اختلافات رکھتے انتہائی تعصب برتتے اور باہمی کشمکش و نزاع کا سبب بنے ہوئے ہیں اور سودا غظم کو بڑے بڑے شخصہ سے نجات مل جائیگی اگر یہ دونوں فرقے جداگانہ اقلیتیں قرار پاجائیں اور اپنی عددی نسبت سے اپنا اپنا حصہ انتخابی نشستوں اور ملازمتوں میں لے لیں سودا غظم میں اور غنتی بھی خرابیاں ہوں لیکن وہ اقلیتوں کے حقوق پامال کرنے کا روادار نہیں جیسا کہ ہمارے شہر لکھنؤ کا تجربہ یہ ہے کہ جب تک لوکل باؤریز میں انتخاب مغلوط تاریخ بلعینی تقریباً ۳۰ سال کی طولانی مدت کے بعد غیر مسلم اکثریت کے ساتھ شیعوں کی ساز باز کی بدولت مشکل سے دو نمائندے سودا غظم کے شہر کی میونسپلٹی میں نمائندہ انتخاب داخل ہو سکے حالانکہ سینوں کی آبادی میں ایک تہ حصہ مگر ۱۲ نمائندہ میں انتخاب جداگانہ رائج ہوتا تو ۲۰ فیصدی شیعہ آبادی کے لئے گیارہویں سے تین مجلسیں رواجاً مخصوص کر دی گئیں۔

شیعہ رہنماؤں کی یہ قسم ظریف قابل داد ہے کہ ایک طرف وہ سودا غظم کے شریک ہو کر ممکن طریق پر انتفاع حاصل کرتے ہیں اور دوسری طرف اس کے لئے گوشاں ہیں کہ ان کے فرقہ کی جداگانہ سستی تسلیم کی جائے۔ سر وزیر حسن جیسے آزاد خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ رہنما نے جو چھ سال تک آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری رہے کو سلیج میں مسلمانوں کے نمائندہ بن کر لگے اور مسلمان شمار ہو کر جمعیت حجتی کے اعلیٰ عہدہ پر سر فرزند ہوئے ابھی نہ دیکھ کر گورنگاپور شاد میوہیل ہال کے ایک شیعہ جلسہ میں فرمایا تھا کہ

”اگر ہندوستان کے شیعوں کو ایک نیشن نہ کہا جائے تو کم از کم وہ ایک مستقل علیحدہ فرقہ ضرور ہیں جس کے امتیازی خصوصیات ایسے دوسرے مسلمانوں سے بالکل علیحدہ کرتے ہیں..... توحید الوہیت کلام مجید رسالت، خلافت، نماز، روزہ، عقد، نفین، غرض تمام بنیادی اور فردی امور کی تعبیر میں زبردست اختلاف ہے جو ایک کو دوسرے سے بالکل الگ کر دیتا ہے“

اور اس کے بعد صاف صاف فرمایا کہ

حقوق کو نقصان پہنچتا ہے

ان سوجھ بوجھ میں جب سے ملک سرور کو پیش قدمی کا شے شکل ہی تو کوئی ایسا حکمہ نہ ملے گا جس میں سینوں کو نقصان نہ پہنچا ہو اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ نقصان عارضی ہے اور موجودہ انتظام کے تبدیل ہو جانے پر منسوخ ہو جائے گا۔ بلکہ اس وقت جن لوگوں کو مسلمانوں کی حق تلفی کے بعد چھینیں اور عہدے پر لے جائیں وہ آئندہ پچیس تیس سال تک برابر قیامت ملازمت کی بنا پر نئے آنے والوں کی راہ ترقی کو روکنے پر چلے گئے اور اسکی کیا ضمانت ہے کہ حسب فضا تبدیل ہو نہیں سکیں ابھی سالہا سال نہ صرف ہو گئے۔

مسلمان علی الخصوص اس صوبہ کے تعلیمیافتہ شرفاء ملازمت کے سوا ترقی معیشت کا کوئی دوسرا معقول ذریعہ نہیں رکھتے اور اسی کی خاطر طرز اردوں مسلمان نوجوان اپنے والدین کا زکیر صرف کر کے یونیورسٹی کی گرانڈ فنڈ تعلیم حاصل کرتے ہیں پھر کج ان کے حقوق جس طرح ضابطہ اور اس کے ماتحت پامال ہو رہے ہیں کیا مسلمان اسے بھول سکتے ہیں۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے سیاسی اتحاد میں فرقہ پرستی کی بدولت جو خلل واقع ہوا ہے لعینہ وی صورت شیعوں کی فرقہ پرستی نے پیدا کی ہے اور جیسے جیسے شیعہ فرقہ پرستی کو فروغ ہوگا اور سینوں کو نقصان پہنچا کر شیعہ قوم کے افراد ترقی کریں گے ویسے ہی ویسے شیعوں اور سینوں میں اختلاف کی طلیج وسیع ہوتی جائے گی۔

مجلس مشاورت انصار المسلمین

موقعہ جولائی ۱۹۷۷ء بمقام جامع مسجد میانوالی انصار المسلمین دہلی محمدی کی مجلس مشاورت کا انعقاد ہوگا۔ تمام جماعتوں کے صدر اور امیر العسکر صاحبان تاریخ مقررہ پر میانوالی پہنچ جائیں جن جماعتوں کے نمائندے تاریخ مقررہ پر کسی وجہ نہ پہنچ سکیں وہ اپنا مشورہ اور رائے مولوی محمد داؤد صاحب ناظم ادارہ عالیہ محمدیہ ٹیکسلا پنجاب کے نام پر جولائی سے پہلے روانہ کر دیں مجلس مشاورت میں ارکان مجلس منتظرہ کا جدید انتخاب ہوگا۔ علاوہ ازیں دستور العمل میں مسابا تبدیلی اور متحدہ ذرائع پر غور ہوگا۔

ہیں لیکن شیعہ اور احمدی فرقے جو ظاہر میں اسلامی برادری کا ایک جزو بنے ہوئے ہیں اندر سے سرنگ لگا کر مسلمانوں کو مسلسل دین بھتی سے منحرف و مذبذب بنا رہے ہیں اور اس فتنہ کے سدباب کی کوئی منظم کوشش مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوتی

جن روشن خیال اصحاب کو اس میان میں کچھ شبہ ہو وہ اپنی پستی یا اپنے گرد و پیش کے اجماعی اور شیعوں کے بارے میں تحقیق کر کے باسانی دریافت کر سکتے ہیں کہ وہ یا ان کے بزرگ کسی مذہب غیر کو چھوڑ کر احمدی یا شیعہ ہوئے تھے یا سابق بن مذہب المہنت سے تعلق رکھتے تھے پچاس سزار احمدیوں اور دس لاکھ شیعوں میں شکل سے پانچ فیصدی بھی ایسے نکلیں گے جنہوں نے مذہب غیر چھوڑا ہو باقی سب مذہب المہنت سے انحراف کا نتیجہ میں شیعوں میں ایسے بھی کافی تعداد میں نکلیں گے جنہوں نے اجداد نے ایران عراق میں صدیوں قبل یا ہندوستان میں چندین پید مذہب المہنت ترک کیا اسی لاکھ تیس ایسی مغزو مشہور ستیاں موجود ہیں جن کے اسلاف نے شانان اور دھ کے عہد میں مذہب المہنت ترک کیا اور جن میں آج بھی اپنے صدیقی عثمانی اور علوی ہونے پر فخر ہے۔

اس دینی خسارہ کے علاوہ دنیاوی حیثیت سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے کہ یہ دونوں فرقے نہاد میں قلیل ہونے کے باوجود میدان میں اپنی عددی حیثیت سے بہت زیادہ حصہ لے جاتے ہیں اور جو کچھ زائد ان کے حصہ میں آتا ہے وہ کسی غیر مسلم کے حصہ میں سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے حصہ میں سے جاتا ہے۔

بے محل ہوگا اگر چند واقعات بطور مثال عرض کر دے جائیں صوبہ مندرہ کی مسلم آبادی میں سینوں کی تعداد فیصدی کے قریب ہے اعلیٰ عہدوں میں مافی کرٹ کی جی پالہ آباد لکھنؤ دونوں گھروں میں ملا کر اب تک نو مسلم مقرر ہوئے جن میں سے تین شیعہ تھے دو موم ممبروں میں سے بھی ایک شیعہ تھے مرکزی حکومت کی وزارت پرائیٹک پانچ حضرات کا تقرر ہوا ہے جن میں سے تین سنی تھے ایک شیعہ اور ایک احمدی،

یہ قدرتی بات ہے کہ چھوٹی جماعتوں کی تنظیم اچھی اور ان میں مصیبت زائد ہوتی ہے چنانچہ جو مسلمان سرکاری محکمہ یا نیم سرکاری اداروں میں ہیں وہ چارے صوبے میں کہ کس طرح اس جماعتی مصیبت کے بدولت ان کے

الْمُبَاهِيَةُ عَلَى الْإِقْتِيَاءِ

سلسلہ اشاعت گزشتہ

مشرقی کا تذکرہ غلط

(۱۱۷) ممکن ہے کہ روحانی اولاد مراد ہو مگر عبارت متقاضی نہیں۔
(۱۱۸) المقسم ابنہما اللہ ۹۶۹ھ مسلمان کہیں یہ دعوے نہیں کرتے کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں یا مسیح قادانی کے تتبع میں مشرقی کا مسلمانوں سے طریق خطاب ایسا ہے جیسا کہ خدا اپنے بندوں سے کرتا ہے یا نبی اپنی امت سے مگر پوچھو نویشیں ملا حکیم و مشی حکیم ملا و پیش سر دوشیج۔

(۱۱۹) الخاصون من الطہیین الصالحین روح اللہ علیہم السلام کی توصیف منصوصہ اور صالحین صرف ایجاد مشرقی ہے اور غضب کا لفظ بغیر حرف جار کے پیش کمال خوش فہمی کا ثبوت ہے۔

(۱۲۰) فقدت اموالکم وضاحت بلاد کہ ۹۶۹ھ فقدان مال اگر مراد سلب اموال ہے مگر عبارت اس مفہوم کو ادا نہیں کرتی اس کے بعد ضاحت بھی غلط ہے کیونکہ فقرہ کا مفہوم یوں نکلتا ہے کہ تمہارے شہر یا ملک طرے ہو گئے ممکن ہے کہ ضاعت کی جگہ استعمال کیا گیا ہے مگر یہ تصرف مشرقی صحیح نہیں۔

(۱۲۱) کالحق المتکحل (۹۶۹ھ) مسلمانوں کو اس فقرہ اس گلے سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں سرسبز پرا ہو کہ سرسبز سے آواز خراب ہو جاتی ہے اور طلبہ میں جب لیکچرار کی آوازیں خلل آجائے تو وہ گلا بے کار سمجھا جاتا ہے مگر یہ تشبیہ تعجب خیز ہے کچھ مسلمان کجا گھینگھی آواز اس تشبیہ سازی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی عربی زبان سے آشنا نہیں۔

(۱۲۲) لا محذور من الموحیۃ (۱۲۷ھ) من مرف جار کا استعمال بے جا ہے (۱۲۳) قد انا ناثبا المومنین (۱۲۷ھ) ترجمہ میں مومنین کی خبر مل چکی ہے اس فقرہ میں پھر مشرقی نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے خارج کر کے خدا یا رسول میں کر خطاب کیا ہے۔

(نوٹ) اس مقام پر مشرقی کے نکتہ خیال میں پنجاب اور ہندوستان کے مسلمان جو انگریزی حکومت کی رعایا ہیں قرآن مجید کی رو سے تمام منسوب علیہم اور صالحین یا گراہ ہیں بلکہ یہود کی طرح کتاب ہند کو مسیح کر کے پرزے پرزے کر رہے ہیں قرآنی مضامین کو مسخ کر کے گراہ ہو رہے ہیں مگر ہمارے خیال میں مشرقی کے نزدیک اسلام اور حکومت ایک چیز ہیں اسی بنا پر مسلم برطانوی رعایا کو اپنی مشین تکفیر کا تختہ مشق بنا رہا ہے لیکن اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کچھ اسلام ہے تو ہندوستان میں نظر آتا ہے وہ نہ مصر ترکی وغیرہ کے مسلمان خیریت میں غیب ہو چکے ہیں اور ان کا نشان اور نجد عراق وغیرہ یا دیگر حکمران غلامتے اپنی حبات کی وجہ سے قرآن وحدیث سے بے بہرہ ہیں اسلامی خیرانی بھی کچھ چیز ہے محکوم رعایا مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنا عقل سلیم سے بعید ہے پھر تعجب یہ ہے کہ مشرقی اپنے طرز بیان میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے سختی اور قوی وغیرہ کے اشتراکی لفظ استعمال نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو محکوم رعایا سے خارج تصور کر کے خدا یا خدا کا رسول بن کر خطاب کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے پس اگر وہ ایسا ہی ہے تو خاکساروں کی یہ شکایت بے جا ہے کہ اہل اسلام نے مشرقی کو خارج کر دیا ہے اور اگر جوابی تکفیر پر منہ چڑایا جاتا ہے تو ابتدائی تکفیر مشرقی نے اپنی کتاب میں منہ پچھاڑ لی ہے اسے کیوں پسند کیا جا رہا ہے؟

ہمارے اندوس میں کسی حق اگر مشرقی عربی دان ہوتا۔ بالقرض اگر عربی یا عربی دان ہوتا بھی تو قرآن دان ہونا ذرا میسر بھی کیجھکتی مگر وہ قرآن دان ہو اور عربی دان اور نہ اسکی عبارت ایجاد عربی طالب علم کی طرح اغلاط اور استغما سے پر نہ ہوتی، ملا خطموں سطور ذیل

(۱۱۷) محتجی الحلفین (۹۶۹ھ) بے معنی مرکب ہے غالباً مشرقی کا مطلب ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنے بزرگوں کے خلیفہ ہیں۔ مگر اسے یاد ہونا چاہیے کہ عوام یہاں کے باشندے ہندوؤں کی اولاد ہیں

(۱۲۳) خَلَصُوا لَهَا مِنَ السَّيِّئَاتِ (۱۴:۱۰) اس فقرہ میں سلب صاحبین کی صحیح رائے کی تحریف کی ہے کہ اس کی طفیل وہ ہلاکت اور بدکاریوں سے بچ نکلے تھے۔ گو یہ مضمون قابلِ توجہ نہیں۔ مگر تاہم تخیلیص کو غلط طور پر استعمال کیا ہے

(۱۲۴) اسْتَمْلَكُوا مِنْ عَجَائِبِ الْقُدْرَةِ لَاسْتِنْفَاعٍ وَالْجَبَّارَةِ

(۱۰:۱۰) پہلے مسلمانوں نے تجارت اور فائدہ اٹھانے کے لئے عجیب کی قدرت حاصل کر لی تھی یہ ہے مضمون اس فقرہ کا مگر استعمال اسٹ اور استنفاع کا استعمال لغت طرازی یا کمال خوش فہمی کا نتیجہ ہے

(۱۲۵) مَا طَبِلُوا طَبِلَ لِنِ الْمَلِكِ الْيَوْمَ (۱۰:۶) پرانے مسلمانوں کا

استقلال و استبدادوں وصول بجائے تھا کہ آج کس کی حکومت ہے؟ جواب یہں دیا جاتا تھا کہ صرف مسلمانوں کی یہ مضمون بالکل

غلط واقعہ ہے دنیا میں کبھی ایک سب سے بھی ایسا نہیں گذرا کہ جس میں تمام روئے زمین پر اسلام ہی کی حکومت قائم ہوئی ہو ممکن ہے

کہ مشرق کے نزدیک اس آیت کا مصداق صرف پنجاب ہو۔ کیونکہ اکبر کے عہد میں پنجاب پر صرف مسلمان ہی قابض تھے۔ اکبر بھی

قرآن دانی کا مدعی تھا اور مشرقی بھی قرآن دانی پر ازاد ہے مگر وہ اگرچہ اسی اور ناخواندہ تھا مگر مضمون آرائی اور فارسی زبان دانی میں کمال

رکھتا تھا اور پنجاب میں کہ طفل کتب سے لگا نہیں کھا سکتے تو بھلا ان سے قرآن دانی کی کب امید کی جاسکتی ہے اور دھول بجانے

کا محاورہ فارسی ہے عربی نہیں مانا کہ مشرقی شریعت سارے مگر محاورہ ساز نہیں ہو سکتا۔

(۱۲۶) بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ (۹:۱۰) مرکب محظوف میں مناسب نہیں کیونکہ حصا

کا مقتضا ہے کہ لفظوں میں یکا نکٹ ہو۔ بیگانگی ہو تو عربی دانی میں کلام میں صحت نہیں رہتی۔

(۱۲۷) مَا حَبِلَ عَلَيْهِمْ فِي الدِّينِ مِنْ حِجٍّ (۱۱:۱۰) اسی علی کو نہ

مشکلات (ڈنٹ ٹنٹ) مطلب یہ ہوا کہ خدا نے اسلام میں تمام شکلات حل کر دیں واقعات گو اس کی تائید میں ہیں مگر حرج کا معنی نہیں ہے بلکہ تنگی اور گناہ کے معنی استعمال ہوتا ہے عام محاورہ بھی ہے

کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور لغت میں اس شاخصلہ کو بھی کہتے ہیں جس

میں بربستی کا گذر نہ ہو سکے غالباً اسی مضمون کو پیش نظر رکھ کر اشکال کا

استعارہ کیا ہو مگر افسوس ہے کہ یہ استعارہ بھی خود ساختہ ہے اور اس سے پہلے تو کتب میں بلکہ جعلی ہے اور اگر اسے ترک کے

معنی میں لیا جائے تو متعدی بد مفعول اور تفسیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں دوسرا مفعول مذکور نہیں صرف دم سازی کا نام تفسیر

نہیں بلکہ محاورات کا لحاظ بھی ضروری ہوتا ہے اور اسلامی معنی باطل صحیح ہے کہ اسلام میں کوئی بری بات یا سنگی نہیں ہے جو وسعت

السانی سے باہر ہو۔ غالباً مشرقی اس معنی سے نا آشنا ہے

(۱۲۸) نَبَحَكُمْ عَيْدُكُمْ وَلَا مَوَافَاتٍ (۱۳:۱۰) سلطنت ان کے پیچھے اس طرح و درتی تھی جس طرح کہ تھارے پیچھے غلام اور کنیز کیں و درتی

ہیں اس بلند پروازی کی ہم داد دیتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمان اس وقت سلطنت پر قابض نہیں ہیں یعنی پنجاب کے مسلمان ان کے

پاس نہ غلام ہیں نہ کنیز کہ اس لئے تشبیہ غلط ہوئی اس کے علاوہ نبح کہ کالفظ مکروہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا کہ نبح کا لفظ فاعل کی

طرف مضاف ہے یا مفعول کی طرف پہلی صورت میں یہ معنی ہو گا کہ تم غلاموں کے پیچھے دوڑتے ہو اور دوسری صورت میں یہ وقت ہے کہ

ضروب الجلااحد اللص کی طرح فاعل و مفعول جب دونوں جمع ہو جائیں تو مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہوتی ہے اہل جانی اسے خوب

سمجھتے ہیں نیم ملا کے سمجھے کی یہ بات نہیں اسکے علاوہ اموات کا لفظ ذہن کو ممیت کی طرف لے جاتا ہے اس لئے مناسب لفظی موجود

(۱۲۹) الْمُسْلِمُونَ الْمُتَّقُونَ (۱۵:۱۰) اسی مسلمان کے معنی اور تفسیر

متعلق نہیں بلکہ زیادہ لینے اور فراموشی کے معنی متعلق ہے جو مشرقی کے نکتہ خیال کے مخالف ہے غالباً فارسیوں کی لکھنے کی عکاس استعمال ہوتا

ہو گا اس لئے یہ بچائی محاورہ یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ (۱۳۰) لَا اَذْكُرُ مَا كَانَ عَلَيْهِ وَلَا اَذْكُرُ لَهَا سَالِفُونَ (۱۶:۱۰) اسی میں

حکلی کا استعمال چھوٹ گیا ہے اور لکھا کامر ج مذکور نہیں۔ (۱۳۱) بَلْ اَذْكُرُ مَا كُنْتُ (۱۷:۱۰) اس سے پہلے تقدیم کا مضمون جس کا

تناسب اخیر کے ساتھ پیدا ہو سکتا ہے۔ سکون یا سکوت کے ساتھ نہیں۔

(۱۵۰) اسوۃ خلفاء کلمہ الی اشدین (۱۳: ۱۲) اس فقرہ میں بھونڈے لفظوں کے ساتھ مشرقی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ خلفائے راشدین سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہم مسلمانوں میں وہ شامل تھے بلکہ ہم خودی الگ ہو کر ہیں غصہ دے رہے تھے کہ اے پیغمبر کے مسلمانوں اگر تم حکومت نہیں کر سکتے تو کس لئے تم اپنے خلفائے راشدین کی پیروی کا دم بھرتے ہو ہم اس امر پر بحث نہیں کرنا چاہتے کہ خلفاء کی پیروی کا کیا مفہوم ہے مگر یہ بات ضرور پیش کرنا چاہتے ہیں کہ جب مشرقی خود اپنی زبان سے اقرار کر رہے تھے مجھے تمہارے خلفاء سے کوئی تعلق نہیں تو اگر تم نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا تو کونسی انوکھی بات ہو گئی الموعود خذ لفظ لہر مزید براں ہمارے شہیدوں اور سلاطین سے یکس نظر آتا ہے۔

(۱۵۱) التی تقرن (۱۳: ۱۲) اس فقرہ میں یہ صلہ کی ضمیر سے نہ موصول کی تائید کا نشان ملتا ہے اس لئے سارا فقرہ ہی اصلاح طلب ہے (۱۵۲) الالصباحی بالکمر (۱۳: ۱۲) یہاں الا کا استعمال باطل غلط ہے (۱۵۳) نفع لکم کل الدین کل آیات (۱۲: ۱۶) نکل کا استعمال غلط طور پر کیا گیا ہے ہم اس پر پہلے مفصل لکھ چکے ہیں۔

(۱۵۴) ما افتمہ بھامن مکلفین (۱۳: ۱۲) من غلط ہے بھامیاں اعمال کی طرت تو جہر کر رہے لام استعمال ہوتا تو کوئی بات بھی تھی۔ (۱۵۵) فانتظر فی معکم من المنتظرین (۱۳: ۱۲) اس اسلام کے دشمن نے اسلامی عقائد اور اعمال پر پستی اڑا کر اخیر میں لکھا ہے کہ دیکھو غلاب آتا ہے یہ لفظ خدا کے کلام میں رسول کی طرف مائل ہوئے ہیں مگر مشرقی نے اپنے اوپر چسپاں کر کے اسی اوپر مہر کر دی ہو کہ میں مسلمانوں کے لئے مامورین اللہ اور فادائی کی طرح ظہم اور نند ہو کر آتا اور کتنا ہوں کہ تم پر غلاب آنے والا ہے اب ہم اس دعوے کے ہوتے ہوئے کب اسے مسلمان کر سکتے ہیں۔

(۱۵۶) حجتہ المتشہدین (۱۳: ۱۲) یہ لفظ بالکل مہمل ہے اور مشرقی کی جہالت کا ثبوت ہے کیونکہ اسی سطر میں مسلمانوں کو بہت اور عالی کی صفت سے بھی موصوف کیا ہے دروغ و رافضیہ ناشد (۱۵۷) کیف لا یؤخذ کمہ اللہ ان کثرت من المفسدین

(۱۵۸) مطلب یہ ہے کہ جب تم فساد ہی تو خود تم کو کیوں چڑھایا اس جگہ ان کا لفظ بے جا ہے۔

(۱۵۸) فیصد من ہذا الایات (۱۳: ۱۲) نٹ (نٹ) پٹے تو آیات قرآنی ہیں تحریف کی ہے کہ موجودہ ترتیب سے بدل کر الگ ترتیب دی ہے دوسرے نتیجہ اخذ کرنے کے لئے حدود اور کالفاظ استعمال جو اونٹوں پر اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ وہ گھٹا سے اپنی پی کر واپس چلے جائیں شاید اسے فارسی محاورہ سے غلط فہمی ہوئی ہوگی (۱۵۹) ہی الاعلام لفلان الاخر (۱۳: ۱۲) نٹ (نٹ) دوسری پراخیط کہ قیام حکومت اسلام ہی فلاح اخروی کی علامت ہے مگر اسے جہالت کی وجہ سے اعلام لکھ دیا ہے اور لطف یہ ہے کہ وہی بھی ذوق سلیم کے نزدیک بجا استعمال ہوا ہے

(۱۶۰) ہی مایذاتی بالایمان حوالہ مذکور تب کا استعمال ہی کے ساتھ اور یہی جہالت کا ثبوت ہے۔

(۱۶۱) هل من جمع من شعی (۱۳: ۱۲) کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی جمع ہے یہ مشرقی کو اس مطلب کے ادا کرنے کے لئے صحیح فقرہ نہیں ملا غالباً اس میں یہ اشارہ ہے کہ میں نے توبیت المال شکم پروری کے لئے جمع کیلئے کیا تم بھی اس طرح قوم کو دھوکا دے سکتے ہو نہیں نہیں ہی طاغوت بنائے رکھے ہیں عزت نہیں مسلمانوں میں خدا کے فضل و کرم سے اب بھی اتنے مال موجود ہیں جو تمہارے بیسیوں کو بے دام خرید کر سکتے ہیں۔

(۱۶۲) وقد بنیہکم اللہ وان ہذا منکم (۱۳: ۱۲) مضمون غلط ہونے کے علاوہ تنبیہ کا استعمال صحیح طور پر نہیں کیا اور اس مقام پر امت سے مراد مومنین من الدین عوام الناس مراد نہیں قرآنی آیات پر غور کرو۔ اور گراہی چھوڑ کر ہدایت کی راہ پر چلو

(۱۶۳) افادہ بکہم فاقون فیصد من ہذا الایات (۱۳: ۱۲) نٹ (نٹ) یہ سارا فقرہ ہی غلط ہے کیونکہ دیگر آیات کی شہادت اتحاد میں الاقوام کو القاء قرار دینا غلط ہے نٹ بے موقع ہے فیصد فارسی استعمال ہے اور ہو کامرغ موٹ ہے

(۱۶۹) منعی فاعل واحد (۵:۱۴۱) اقنوت کے معنی میں نہیں آتا
طفل مکتب بھی ایسی غلطی نہیں کرتے۔

(۱۷۰) اختراع تم جہاں جمع (۱۳:۱۴۱) یہ فقرہ ۳۷ ہے کیونکہ جہا
زعال ہو سکتا ہے نہ مفعول بہ، شاید جہا کی جگہ استعمال کیا ہو گا
مگر یہ نہایت ہی نشہ استہاد ہے

(۱۷۱) لہ تمکرون مکرو النخل عباد (۱۳:۱۴۱) اس فقرہ میں پنجابی
فقرہ کا مضمون باندھا ہے کہ داکھے پنچھ نہ اڑے تھو کوڑی۔

مطلب یہ کہ تم قرآن پڑھ کر نہیں سکتے اور نہ وہ نہیں سمجھیں آتا ہے
اسلئے تم اس سے بیزار ہو اور شبت حاصل کرنا بھی نہاں کام نہیں
اب تم اس سے بھی متنفر ہو مشرقی کا یہ خیال گودا تمنا کی خلات
ہے مگر یہ فقرہ عربی ایسے برے طریق پر پیش کیا ہے کہ بالکل بول
وواعد کے خلاف ہے

(۱۷۲) ما بنا لی الدینا فضل (۵:۱۴۱) فقرہ کیا بلا ہے، مشرقی ذرا غور
کر کے بتائے کہ یہ کہاں سے فقرہ اڑایا ہے، طفل مکتب سے
بھی صحیح کر لیتا پھر بھی لیاقت کا راز طشت از باطن نہ پڑتا۔

(۱۷۳) فی ہذا الدنیا من دون یوم العقیقۃ
(۵:۱۴۱) من دون بدستور سابق غلط طریق پر استعمال
کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

(۱۶۳) یوحید بیت الناس... (۴:۱۴۱) نوٹ: توحید اصطلاح شرع
میں تعدد کی نفی اور وحدت ذاتی کا ثبوت ہے اتحاد میں الافرام کا
نام توحید نہیں ہے مشرقی کو سخت غلط فہمی ہوئی ہے اور خیال فاسد
کی بنا پر اسلامی توحید سے دست بردار ہو چکا ہے۔

(۱۶۵) فراع سماہم نھا (۵:۱۴۱) نوٹ: اردو محاورہ ہے منہا کا
مرجع فروغ ہو تو تفعل بعض کی ضرورت تھی جو اس کی قسمت میں
نہ تھی۔

(۱۶۶) باختلاف مذہب (۱۴:۱۴۱) مذہب کے بعد چند جمع کے لفظ
اور بھی مگر سب غلط کیونکہ اہل تفسیر حتی المقدور تفسیر کو جمع کی صورت
میں پیش نہیں کرتے،

(۱۶۷) رضی اللہ لکم (۱۴:۱۴۱) فعل کا مفعول یہ مذکور نہیں کیا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک فعل لازم ہے جو بالواسطہ بھی فعل
کا متفق نہیں۔

(۱۶۸) متبعتم ظنون سفہاء کہ وہ جملہ (۵:۱۴۱) یہ فقرہ
اخلاق سے بالکل گرا ہوا ہے مان اگر اس کا مصداق تمام مذاہب
جدیدہ کے بانی اور ان کے تالیدار قرار دئے جائیں تو بالکل موزوں ہو گا
وہ ہمارے ائمہ اسلام کو جو حالت تاب الیائیاں کرے وہ خود الیا
ہے علاوہ بریل متبع تالیداری کے معنی میں بھی محاورہ ہے عربی میں
جاکر طلب کرنے کا مفعول ادا کرتا ہے

تاریخ وفات حسرت آیات صلحاء و رشید احمد رضا خلیفۃ المسیح سجادین بریل شریف ضلع پور

اذیولانا الحافظ الحاج حکیم مولوی عبدالرسول صاحب کلان نقشبندی مجددی ساکن بکھر بار ضلع شاہ پور

آں رشید احمد نگو گوہر
شہ محمد عمر عماد الدین
ساکن بریل حبیب خدا
دل اہل جہاں کند عنگیں
صبر باید و لے کہ غیر از صبر
کہ بخت بریں رشید حسین

ماہ تاباں نمود زیریں
پسر حضرت ولی زماں
قطب عالم ستون شرع مبین
مرگ نوخیز اہل عقل جمیل
نیم مردہ شوند سخت حزین
تغفّت تاریخ عبد از نعم دل

حبیب بر جوہر دور چرخ بریں
سیتھن گلزار ماہ جمین
خلف و جانشین حضرت ما
شبلی وقت مثل شمس مبین
والدین و جمیع احباب لبش
پھر کند بندہ عاجز و مسکین

اسلامی ممالک میں نماز کی کیفیت

(از فیلسوف اسلام جوہری طنطاوی)

ہم جب ہم اپنے دین سے دستکش ہوئے ہمارا لبطہ ٹوٹ گیا اتحاد جبارا
وقت خست ہوئی اور انکو ہمارے ملکوں پر تسلط ہونے کا راستہ مل گیا۔
لہذا ان لوگوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے اور اسی کوشش میں ہمیشہ
مصروف رہتے ہیں۔

علامہ سنہری دی کاسٹری، اپنی کتاب ”خواطر و سوانح فی الاسلام“
کے دیباچے میں لکھتا ہے:-

ایک دن میں حوران کے صوبے میں جو زقوم اور سحر کے بیچ میں واقع
ہے دشت نور تھا، خاندان یعقوب کے تیس جوان گھوڑوں پر سوار میرے
پیچھے پیچھے آ رہے تھے ان سواروں کی سند و کھڑیاں ہوئی تھیں۔ کیونکہ
گھوڑوں کی سند فراہم ان کو باقاعدہ اور منظم نہیں رہنے دیتی تھی، اگلی صف
کا گھوڑا پچھلی صف سے ذرا بھی چھو جاتا تو پچھڑ جاتا اور پیچھے مڑ کر بیٹے
زور سے دوتیاں جھارتا لیکن قحطوری دیر کے بعد اس کا سارا عضو فرو ہو
جاتا اور جب معمول چلنے لگتا سب کے آگے آگے ایک تندر مزاج جوان
ایک قوی ہیکل لغزہ گھوڑے پر سوار تھا جسکو دیکھا ایک سادھ منا گھوڑا
بھی اپنی شوخی کو ضبط نہ کر سکتا تھا یہ جوان نیچے سروں میں اشعار گانا جاتا
تھا جس سے تمام مجمع پر ایک کیفیت طاری تھی جو زیادہ زیریری ہی مدح میں
تھے ان سب کے بیچ میں اس سلطان ذی اقتدار کی مانند تھا جس کے
رکاب بوسوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہو کہ ان آداب خدمت کو بجالانے
میں دوسرے سے آگے نکل جائے جس نے مشرقی قوموں کو ان معاملات
میں اخلاقی تنزل سے تقاضا رکھا ہے، میں ان اشعار کو کان لگا کر گھنٹوں
تک سنتا رہا اور بعض اشعار میں نے یاد بھی کر لئے یہ تمام اشعار مسلسل
رہز تھے جن کے معنی منفرد سمجھ میں نہیں آتے تھے کچھ نہیں معلوم ہوتا
تھا کہ کون مادیج ہے، کون ممدوح کون مخاطب ہے کون متکلم، غرض
یورپین لوگوں کو ان کا سمجھنا بالکل دشوار تھا۔

اس وقت میری عمر ۲۵ سال کی تھی، جاڑوں کا زمانہ اور نہایت

ایک شخص جس کا بیٹا ولید خدیو کے معلمین میں سے تھا حسب ذیل
روایت کرتا ہے اس نے بیان کیا:- خدیوی عباس نے میرے لڑکے کو
اپنے ولید کا اتالیق مقرر کیا اس نے مجھے آپ جتنی سنائی کہ: میں ایک
دن ایک بدھ فلاسفر کے ساتھ فرانسیسی مدرسے کے ناظر کے پاس بیٹھا تھا
وہ چارے لئے قہوہ لایا تو میں نے نہ پیا اس نے پوچھا: پیتے کیوں نہیں ہیں
نے کہا میں روزے سے ہوں اس نے کہا تم لوگ کب تک ان اوقات میں
گرفتار ہو گے؟ کہاں کا روزہ اور کہاں کی نماز؟ خدا ان اوقات کو چھوڑا اور
مشرق کو ترقی کرنے دو۔ بس مشرق کے سیرے کے تو اسی دینداری نے
نباہ کر رکھا ہے تم جیسے مہذب لوگوں پر تو یہ واجب تھا کہ اہل ملک کو
ان لغویات سے کنارہ کش ہونے کی ہدایت کر دے، ایڈپ کو دیکھو کہ ادھر
دین سے دست بردار ہوا ادھر جہان کا سردار ہو گیا۔ جب میرا بیٹا وہاں
سے اٹھا تو بدھ فلاسفر نے اس سے کہا:- یاسید آفتندی! اتوار کے دن
آپ مجھے فلاں گرجے کے پاس ملیں اتوار کے دن جب ملاقات ہوئی
تو دو لوگ رجب میں چلے گئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے، دو نو دہاں ایک گھنٹہ
تک ٹھہرے رہے جب باہر آئے تو بدھ فلاسفر نے کہا:- کچھ دیکھا؟
میرے بیٹے نے پوچھا: کیسے؟

کہا: دیکھا نہیں وہی فرانسیسی مدرسے کے ناظر غازیوں میں نماز پڑھ
رہے ہیں۔

جواب: جی ہاں! یقیناً۔

تو کیا یہ وہی شخص نہیں جو کل تم سے کہہ رہا تھا کہ ان خرافات کو چھوڑ دو
سید آفتندی: جی ہاں۔

فلاسفر: تم جانتے ہو اس نے تمہیں کیوں ایسا کہا؟

سید آفتندی: آپ ہی ارشاد فرمائیں۔

فلاسفر: ایدان مشرق کی مذمت کرنے سے ان لوگوں کی غرض یہ ہے
کہ ہم اپنے دینوں کو چھوڑ دیں اسلئے کہ ہمارے دین ہی ہمارے اتحاد کا رابطہ

تبلیغی کتابیں

کشف الثلبیس، مصنف مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند
یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ نور ایمان کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں
کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر نہراہ سنی نوجوانوں کی گمراہی کا
باعث بن چکا ہے بشیعہ روسا کی طرف سے سینوں میں ہفت تقسیم ہوتا
رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقل و نقلی دلائل سے منہذب
پیرا میں مبلغ رو اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و
اعتراضات کے جوابات دے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴۴
حصہ دوم ۶ حصہ سوم ہم مکمل طلب کرنے پر قیمت ۱۲ (محصولہ لاٹکلاہ)
المشرقی علی المشرقی، طبع اول تعداد صفحات ۹۲ یعنی مشرقی کے
عقائد اور اسکی تحریک کی خلاف افغانستان، سرحد آزاد اور ہندوستان
کے تقریباً سرخیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل علم حضرات کے تبصروں
بیانات اور فتاویٰ مقتدر مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری
ذکر کی اخبارات کی رائے کا قاطعہ مجموعہ قیمت ۲۴ محصولہ لاٹکلاہ
سندھ روپے پچاس کتابوں کی قیمت ۸ علاوہ محصولہ لاٹکلاہ
اجتناب التحفہ، صمدی علماء کا متفقہ فتویٰ دربارہ عدم جواز کالج
سنہ با شیعہ اس کے علاوہ شیعہ و مرزائی مذہب کے کفریہ عقائد
بھی واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں قیمت پانچ آنہ

مباہلہ پاکٹ بک مولانا عبدالکریم صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر
مباہلہ کے نام نامی سے ہر پڑھا لکھا آدمی واقف ہے مولانا ممدوح
قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے آپ نے قادیانیت سے قطع تعلق
کے بعد قادیان کے مرتبہ رازوں کا انکشاف اس جرأت سے کیا کہ
قادیان کے درو دیوار لرز گئے میرزا سائیں کے قصہ خلافت میں ہل چل مچ گئی
آپ نے حال ہی میں میرزا سائیں کی پاکٹ بک کے جواب میں مباہلہ
پاکٹ بک تصنیف فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے، سائز
جیبی، نہایت خوشنما جلد، جیسپر سنہری حروف میں کتاب کا رد و نشین
پیرا میں بطور جدید کیا گیا ہے مولانا ممدوح قادیانی لٹریچر سے
خاص واقفیت رکھتے ہیں اس لئے یہ کتاب مبلغین اسلام کے لئے
بے حد مفید ثابت ہوگی قیمت ۴

خاکساری فقہ، طبع چہارم صفحات ۹۲، یعنی مشرقی کے
عقائد اور اس کی تحریک کی اصلی اور غریب تصویر باحوالہ جس
کے مطالعہ کے بعد کوئی مسلمان اس تحریک کے ساتھ وابستہ
ہیں رہ سکتا۔ قیمت ۳۰ خرچ محصول ارقمیت فی سینکڑہ
۱۵ روپے، پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے
علاوہ محصولہ لاٹکلاہ

پتہ میجر شمس السلام بھیرہ پنجاب